Rev Amos Masih

تم تمام دنیا میں جا کر انجیل کی منادی کرو

مرقس ۱۶ : ۱۵

زمزمۂ تبلیغ

مصنفہ

منشی کیدار ناتھ صاحب منت گھنراجپوری

یہ نظم اخوت انڈریاسیہ پنجاب کے دوسرے سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور میں پڑھی گئی اور

ایف۔ ایم ۔ نجم الدین

نے

انور منزل "سانڈھا روڈ" لاہور

سے شایع کی

سنہ ۱۹۲۹ء

بارِ اوّل ۱۰۰۰ قیمت ۱/ ۶ پائی

نذر

میں اِس دلپسند پُر نظم کو از راہِ عقیدت اپنی گرہ سے چھپوا کر اِس کے منافع کی ایک ایک پائی اپنی عزیز

اُخوتِ انڈیاسیہ

کی تبلیغی خدمات میں صرف ہونے کے لئے پیش کرتا اور اسے اس انجمن کے بانی اور سرپرست اور اہلِ اسلام کے سچے بہی خواہ

جناب پادری ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ زویمر صاحب ڈی۔ ڈی (قاہرہ)

اور

شمعِ دینِ متین جناب پروفیسر سراج الدین صاحب بی۔ اے

صدر انجمن ہٰذا

کے اسمائے گرامی پر معنون کرتا ہوں۔

ع گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

ایف۔ ایم۔ نجم الدین

دیباچہ

ابھی "اُخوت اندریاسیہ" کے دُوسرے سالانہ اجلاس کا پروگرام مرتب نہ ہُوا تھا کہ ایک دن بیٹھے بیٹھے خیال ہُوا کہ کیوں ایک پھڑکتی ہوئی نظم بھی اس موقعہ پر نہ پڑھی جائے شاید کہ اسے ہی پڑھ سُنکر ہماری کلیسیائے خوابیدہ اپنے خوابِ گراں سے جاگے اور اپنے دیرینہ سبقِ تبلیغ کو جو اُس نے اپنے اوّلین بُزرگوں کے قدموں پر سیکھا مگر جسے وہ ایک عرصہ سے فراموش کر چُکی ہے اور اپنے اِس اہم فرض سے غفلت برت رہی ہے پھر سے دُہرا کر یاد کرے اور شہری بشارتی خدمت میں از سرِ نو سرگرمِ عمل ہو جائے ۔ چنانچہ اسی ایک خیال کو مدِّنظر رکھکر مَیں نے جنابِ منّت کو جنہیں اگر شعرِ مجسّم کہا جائے تو بجا ہے ایک خط لکھا اور نظم کی درخواست کی ۔ ہرچند کہ مجھے آپ کی متواتر علالت اور کمالِ نقاہت کا علم تھا اور یقین نہ آتا تھا کہ آپ ان مجبُوریوں کے باعث اس قدر جلد کچھ کہہ سکنے کے قابل ہونگے لیکن قربان جائیے آپ کی قادر الکلامی اور طبیعت کی حاضری پر کہ آپ نے بسترِ علالت

پڑے پڑے دس روز کے اندر ہی اندر ایک نہیں دو نہایت گرانپایہ نظمیں مجھے کانپور سے ارسال فرمائیں۔ ان میں سے نظم ہذا مسلسل اور ہمارے مقصد کے زیادہ حسبِ حال ہے لہذا اسے ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ مجھے قوی اُمید ہے کہ اسے پڑھکر وہ مقصدِ خصوصی کہ جس کے لئے یہ لکھی گئی ہے ضرور بر آئیگا اور کلیسیائے عامہ پر جو اس وقت مُردنی اور بیہوشی سی طاری ہے جاتی رہیگی اور وہ صحیح معانی میں ایک جیتی جاگتی تبلیغی کلیسیا بن جائیگی۔

ع این دُعا از من و از جُملہ جہاں آمین باد

یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اس نظم کی اشاعت سے کوئی ذاتی مفاد مقصود نہیں۔ اس کے منافع کی پائی پائی انجمن مذکور کی نذر ہے سو مجھے اُمید ہے کہ انجمن کے بہی خواہان کرام عموماً اور شرکائے نظام خصوصاً اس کی فروخت میں دل کھول کر حصہ لینگے اور جلد ہیں دُوسرا ایڈیشن نکالنے کی ضرورت محسوس ہو گی۔

خادم

الف۔ ایم۔ نجم الدین

مصنفہ

منشی کیدار ناتھ صاحب منت

۱

وسعتِ ہفت آسماں رکھتا ہے میخانہ مرا
مست ہوں پیرِ مغاں ہے ساقیٔ قانہ مرا
قطرۂ مے سے نہ خم میں ہے کمتر آفتاب
آسماں پر چاند ہے کم ظرف پیمانہ مرا

موجِ مے زنجیر سے کرتی ہے پیدا سلسلہ
دورِ ساغر میں نہ بہکے پائے مستانہ مرا
دردِ جامِ مے سے لبالب ہے اجل جس کا خمار
پی گیا اس جام کو تا دُردِ حانانہ مرا
ذائقہ چش ہے اجل کا ہر شریکِ بزمِ دہر
ورطۂ بحرِ فنا سے پا ہے پیمانہ مرا
اس خراب آبادِ دل میں نورِ عیسیٰ سے ہے ضو
وادئ ایمن سے روشن تر ہے ویرانہ مرا
کاش ہو ایسی عشا اس میں ہوئی جیسی وہاں
بالاثر اس بالاخانہ سے ہو کاشانہ مرا
نقدِ جاں سے لی حیاتِ دائمی میرے لئے
قبر ہے بعثتِ مصلوب بیعانہ مرا
ابتدا صبحِ ازل ہست انتہا شامِ ابد
ابتدا و انتہا شبہا و ایّامِ ابد

۲

جو ہے اس مُلہم کا پیرو مہبطِ الہام ہے
صانع ہے رُوح القدس یہ صنعتِ ابہام ہے
نُقطہ نُقطہ شوشہ شوشہ حرف حرف اسکے ہیں جُزو
ابتدا اُلفا ہے اُس کی اُومیگا انجام ہے
گیسوُ چشم و دہان عیسوی پر ہوں نثار
یہ عمل پیرائے عالمِ عین و میم و لام ہے
صبح روزانہ اُفق سے اور شفق سے شام کو
سُرخ پوش آثارِ غم میں چرخِ نیلی فام ہے
زاہدِ خشک استخوال کیا جانے اس کے کیف کو
جس مئے عرفان سے کیفیت کے کف پر جام ہے
ظِلِّ ظلِّ اللہ ہے نوزادۂ روح القدس
یا اُسی کا جو پیام اللہ ہے پیغام ہے
خود نہ آئے فہم میں اوروں کو فہمائش کرے

شمعِ افروز و ضیائے ظلمتِ اوہام ہے
خم ہو۔ جھک جاتا ہے مقبولیت سے جائے بھر
صورتِ دستِ سبو کف پر دعا کا جام ہے
تا نمیگیرد یدم کے آیدم در دستِ او
استقامت آمد و شد شایدم در دستِ او

۳

ہوں مغنّیٔ ازل کا زمزمہ پرداز ہوں
سینۂ عیسائیت میں سوز ہوں یا ساز ہوں
آسمانی ناصرت کے باغ کا ہوں عندلیب
اس خیابانِ فنا سے مائلِ پرواز ہوں
کہنہ و نوزاد میں عقدہ ہوں لاینحل و لے
روح میں اسرار ہوں تو جسم میں بھی راز ہوں
مجھکو کن نعمتوں سے اس نے دی نشو و نما
ہر زمانہ میں ازل سے جلوہ گاہِ ناز ہوں

کوئی ہو خاکی نہاد اِس کے مقابل کیا بساط
عرش جس کا کہتا ہے میں فرش پا انداز ہوں
اِس میں یہ بازیچۂ طفلاں ہے بازی گاہِ دہر
باز ہوں شہباز ہوں سرباز ہوں جانباز ہوں
دیکھ لو برّہ خدا کا پھر سُنا دے یہ صدا
اے لبِ بردن ابھی اب تک گوش بر آواز ہوں
حُجتیِ لاامُتی کیا جانے یہ راز و نیاز
کاشفِ تثلیث فی التوحید کا میں راز ہوں
بے چرا و بیچگوں ذاتِ مسیحائے منست
ہست یکتائے کہ ہمتا ے دریں رائے منست

۴

شیر گرمی کیوں ہے ہم عیسائیوں میں کھو کے ہوش
کیوں اُبلتی دیگ کی صورت نہیں سینوں میں جوش
غفلتیں کیوں ذمہ واری کی ہوئی ہیں پردہ پوش

چاہ و نابینا ہے اور ہم ہیں کہ بیٹھے ہیں خموش
دیکھتے دیکھیں سُنیں سُنتے نہ بولیں بولتے
رکھتے ہیں تو بھی نہیں رکھتے دہان و چشم و گوش
ایک کے تربت ہے آگے دوسرے کے پیش بُت
کیوں خراشِ دل نہیں ہندو و مسلم کا خروش
ہم سبھی جانتے پہچانتے ہیں ما نتے
رہنما دونوں کے ہیں گندم نما و جَو فروش
حیف ہم ہر سُند ہیں پردیسی بھائی مشنری
چھوڑ کر گھر اپنا بیچارے بنیں خانہ بدوش
اِس کی پرسش ہم سبھوں سے ہوگی عقبیٰ میں تو ہائے
نیشِ عقرب سے فزوں ہوگا غضب ہیں ناؤ نوش
درس دینے والوں ہی کی معرفت بے ساختہ
گوش شنوا ہوں تو سُن لو کہہ رہا ہے کیا سروش

بہر دردِ دل خداوند آفرید اِنسان را
از ملائک طاعت آید ایزدِ سبحان را

۵

اب اُٹھیں غفلت سے باز آئیں کمر کس کر چلیں
کُفر سے لڑنے کو کُفرستان میں گھر گھر چلیں
مردِ میداں ہیں تو اب پچھلے شہیدوں کی طرح
دیں شہادت اور کفن باندھے ہوئے سر پر چلیں
مارنے کے بدلے جانوں کو بچانے کے لئے
سیم و زر کی بُندقیں بندوق کے اندر چلیں
ہیں اُدھر تُربت پرستی بُت پرستی کے حِصار
حق پرستی کی اِدھر سے خِشت ہائے زر چلیں
ہوں کماندار اِس مُہم میں پیر اور سارے بُزرگ
نَوجواں عیسائیوں کی فوجیں اور لشکر چلیں
ساعدِ سیمیں سے دیں فولادِ بازو کو شکست
باندھ کر سینوں کے اُوپر سونے کے بکتر چلیں
نیں حنا تنہا سے گر سیکھیں سفیرہ سے سبق

نصف نصفی رکھنے پطرس کے نہ قدموں پر چلیں
دینے پر کس طرح دیتے ہیں یہ ہندو مسلمیں
کم سے کم اِن سے زیادہ کیوں نہ ہم گز بھر چلیں
صُلح شُو یا جنگ بہرِ ما مساوی ہر دو اند
زر نہم یا سنگ بہرِ ما مساوی ہر دو اند

---۶---

دوستو ہم آسمانی باپ کے فرزند ہیں
گو دیں اُس کی ہیں اِکلوتے کے بھائی بند ہیں
آسمانی سلطنت میراث ہیں ہم کو ملی
مُورث اعلےٰ کے اِس ورثہ سے بہرہ مند ہیں
باپ کا فضل اور بیٹے کی مدد تائیدِ رُوح
ہندو و مُسلم دو چند اب اُن سے ہم سہ چند ہیں
بہرِ بادہ ظرف ہے گر جنگ میں جنگی سپاہ
ہم بھی رُوح القدس کی مے کے لئے آوند ہیں

شہرِ اقدس کی بدی پر رویا کرتا تھا مسیح
چرچ کی کمزوریوں پر ہائے ہم خورسند ہیں
دِل نہیں جس کی بدولت ہوں توانگر فیض بخش
گو ہیں کمتر تو بھی اکثر ہم میں دَولت مند ہیں
غیر عیسائیوں میں دینی اشاعت کے لیئے
دینے میں رُکتے ہزاروں میں نہ سَو پر بند ہیں
بالمقابل ہم مسیحی اپنی کھال میں
یوروپ و امریکہ سے دھن مانگ کر آنند ہیں
ہمسکاں را در ہم از ہمسایئش کے گم شود
نقدِ جاں از کیسۂ قالب بروں آید رود

زاید از ساجد مساجد ہیں یہاں کر لو شُمار
سَو اگر گنتی میں ہندو ہوں تو مندر ہوں ہزار
دینی باتوں میں تو ان سے جیت ہی سکتے نہیں

ان کے تیوہاروں کے اخراجات سے ہم جائیں ہار
کس قدر شعبان میں چھٹتی ہیں آتشبازیاں
کنکنوں میں کتنے ہو جاتے ہیں ہندو زیر بار
روشنی میں کس قدر مسلم کا ہو جاتا ہے صرف
جب محرم میں ہے جنگ کربلا کی یادگار
کتنے دیوالی میں یہ ہندو جلاتے ہیں چراغ
کتنے زر سے روشنی یہ ہوتی ہو گی زوردار
رام لیلا کے اگر اصراف کی میزان دیں
کیا ہو حاصل جمع باقی کا ہو کون امیدوار
بولو ہم عیسائیوں میں ایک بڑے دن کے سوا
کون ایسے تیوہار پر ہے خرچ کا دار و مدار
پھل پھلہری کے سوا اللہ بس باقی ہوس
سخت تر ہے وہ بھی بعضے پیورٹن کو ناگوار

ہر کہ اے منت مسیحا را دہد خود را دہد
گر بعد خست مسیحا را دہد خود را دہد

۸

یا الٰہ العٰلمیں ہے ہر کہیں تیرا ظہور
وادئ ایمن میں نار اور کوہ سینا پر ہے نور
ظاہر و باطن ہمارا روز روشن کی طرح
ہے شب تاریک میں بھی گو عیاں تیرے حضور
دور سے تیری کہاں جائیں یہاں ہوں یا وہاں
گھیرتا ہے تو ہمیں نزدیک ہوں یا تجھ سے دور
خون سے اپنے ہی بیٹے کے خریدا ہے اُسے
چرچ کا وہ ہے دُلہا یہ ہے دُلہن اس کی غرور
کھول دے مقبولیت کا راستہ بہر صعود
پیش کرتے ہیں دُعا اس کے لئے جیسے بخور
آسماں کے آسماں بھی اس کے آگے سے ہٹیں
عرش کو لرزا دے اُس کی جنبش شورِ نشور
آہ کے تیرِ ہوائی پر جو ہم بھیجیں دُعا

قلزمِ اشک رواں سے جائے جو کر کے عبور
دے اثر ایسا کہ اس سے جاگ اُٹھے خوابیدہ چرچ
گویا اسرافیل نے کانوں میں پھونکا اس کے صُور
ما ہمہ پیش تو گریاں اشک افشاں آمدیم
سر برہنہ زار و نالاں سینہ کوباں آمدیم

۹

اے دُعائے صُبح جاگ! اے التجائے شب نہ سو
چرچ کے حالاتِ ناگفتہ پہ تُو قانع نہ ہو
تا بہ مُشکل میں جانا ہے تجھ کو پیشِ رب
حوضِ آبِ چشمِ گریاں میں نہا لے ایسی رو
باریابی بارگاہِ پاک میں چاہے تو پھر
لَوثِ عصیاں پنج نہرِ خوُن میں عیسےٰ کے دھو
عالم الغیب ہمہ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں
کہہ زبانِ حال سے ان آنکھوں سے دیکھا ہے جو

کاہلی و سُستی و خود غرضی و حرص و ہوس
کینہ و بُغض و نفاق و اِفتراق و طیش کھو
بارشِ بارانِ رُوح القدس کے پانی سے سینچ
اِتحادِ باہمی کا کِشتِ دل میں بیج بو
لہلہاتی فصل ہو تبلیغ کی اِس ہند میں
اب نزدّدسے کرے اس کاشتکاری کی دِرَو
جب دِلوں میں چوٹیں آئیں چرچ کی اسپیچ سے
تب شکستہ خاطروں سے کہہ سکے بپتسمہ لو
اے دُعائے من برو چوں تیرِ پرّاں از کماں
التجائے من برو چوں تیرِ پرّاں از کماں

۱۰

اَے دُعا! جب ہاتھ پھیلیں التجا کے واسطے
دے خدا کے سامنے ابن خدا کے واسطے
دُور کر دے گُل بدی ہم کو بُرائی سے بچا

عیسٰے خیر البشر۔ خیر الورا کے واسطے
ہم کو تصدیق و تبلیغ اور دے تقدیس بھی
باغِ گتسمنی کی سہ گانہ دُعا کے واسطے
چین سے رہنے نہ دے جب تک نہ دے آرام تُو
حالتِ مصلوب غم گیں رنج زا کے واسطے
قیدِ شیطانی سے ہم کو دُور رکھ۔ آزاد کر
خُوں بہا مصلوب کا اُس خُوں بہا کے واسطے
وہ جو کانٹوں کا بنا تھا وہ جو سرکنڈوں کا تھا
تاجِ شاہنشاہی و شاہی عصا کے واسطے
ہم تنِ خاکی سے چھوٹیں اور فنا سے ہوں رہا
اُس جلالی جسم اور اُس کی بقا کے واسطے
خیر مقدم کے لئے تیار ہم ہر دم رہیں
آمدِ شاہنشہ و نور الہدیٰ کے واسطے

زندہ دار شب نمایم اے چراغ افروز ما
ساختِ ما سوزاں تو سازی سازِ ما و سوزِ ما